سلطانہ ذاکر اَدا اور سفرنگاری

تبصرہ از نقّاش کاظمی

سفرنامہ اب اہلِ قلم کا ایک وصف بن چکا ہے۔ گزشتہ پچاس برسوں میں سفرنامہ یا سفرنگاری نے ادب میں ایک صنف کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ بعض لکھنے والوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے طفیل اس صنف یا اس فن میں بے انتہا ترقی کر لی ہے۔ ہمارے اردو اہلِ قدم میں رضا علی عابدی، مستنصر حسین تارڑ، قمر علی عباسی، اے حمید اور کئی دیگر لکھنے والوں نے بڑے دلچسپ اور عمدہ سفرنامے تحریر کئے ہیں جو اب کتابی شکل میں آ چکے ہیں۔ یوں تو محمود شام، ڈاکٹر حسن رضوی اور انوار احمد ذکی نے بھی ایک ایک سفرنامہ لکھا جو شائع بھی ہوئے، لیکن خواتین میں سفر لکھنے والوں میں چند ہی نام ہیں اور جن میں اب سلطانہ ذاکر اَدا کا نام بھی شامل کیا جائے گا۔

سلطانہ ذاکر اَدا سے ہماری پہلی ملاقات ۱۹۹۳ء میں سان فرانسسکو کے قریب واقع یو۔سی۔ برکلے آڈیٹوریم میں ایک مشاعرہ کے دوران ہوئی تھی۔ بعد میں پاکستان میں بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ پہلے تو انھوں نے اپنے شعری معاملات سے ہمیں آگاہ کیا اور انھوں نے تین کتابیں شائع کیں۔ پہلی کتاب ''معراجِ وفا'' کا مقدمہ لکھنے کی ذمّہ داری ہمیں سونپی۔ رثائی ادب کے حوالے سے بھی مجموعے شائع ہوئے۔ اور اب انھوں نے ہمیں اپنے نثری سرمائے سے سفر کے معاملات، واقعات اور داستانیں سنائیں

جو اس سفرنامے کی صورت میں موجود ہے۔

ابتداء میں سفر نگاری ایک رپورتاژ کی صورت میں سامنے آتی رہی، پھر رفتہ رفتہ کتابی شکل میں سامنے آنے لگی۔ اردو کے بعض سفرنامے اب کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ جو اہلِ قلم اس وقت سفرنامے تحریر کر رہے ہیں ان کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے یہاں تاریخی حوالے ملتے ہیں، کسی نے جغرافیائی معاملات کو زینتِ تحریر کیا۔ کسی نے سیاسی موشگافیاں کیں اور کسی نے محض زباں دانی اور چٹخارے دار مسالہ فراہم کیا ہے۔ لیکن سلطانہ ذاکر آدا نے ہلکے پھلکے انداز میں سفر کی کہانی بیان کی ہے جس کا آغاز بھارت کے شہر رامپور سے ہوتا ہے جہاں انھوں نے ایک علمی اور ادبی گھرانے میں آنکھ کھولی۔

سلطانہ صاحبہ کے سفرنامے کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ ماحول پر ان کی بڑی گہری نظر ہے۔ اپنے خاندان، اپنے معاشرے اور اپنی تہذیب کو انھوں نے جتنے قریب سے دیکھا، اس سے کہیں زیادہ قربت سے لکھا ہے۔ شاعری کے مطالعے کے بعد سلطان صاحبہ کی نثر پڑھ کر لطف ملتا ہے اور خاص کر جن لوگوں نے ان سفری مقامات کا مطالعہ کیا ہے اور ان مقامات پر جا چکے ہیں، انہیں سلطانہ صاحبہ کی تحریر اور زیادہ متاثر کرتی ہے۔ ہندوستان، پاکستان، سعودی عرب، امریکہ اور دیگر ممالک، اور پھر ملک کے اندرونی سفر کے واقعات جس دلچسپ انداز میں بیان کرتی ہیں، وہ انہی کا خاصہ ہے۔ انھوں نے ہر واقعے کو مختصر تحریر کیا اور کسی بھی مسئلے کو بلا وجہ طوالت نہیں دی۔ اس طرح پڑھنے والا بہت تیزی سے ان کی تحریروں کے سہارے خود بھی سفر میں مشغول ہو جاتا ہے اور سلطانہ ذاکر آدا کے بیان کے مطابق چلتا رہتا ہے۔ انھوں نے بہت ہی پُر اثر انداز میں تمام واقعات، کردار، وقت اور حالات کو اپنی تحریروں میں سمیٹا ہے۔

امید ہے قارئین سلطانہ ذاکر آدا کے سفرنامے کو پسند کریں گے اور دوسروں کو بھی مطالعے سے آگاہ کریں گے۔

۔ نقاش کاظمی